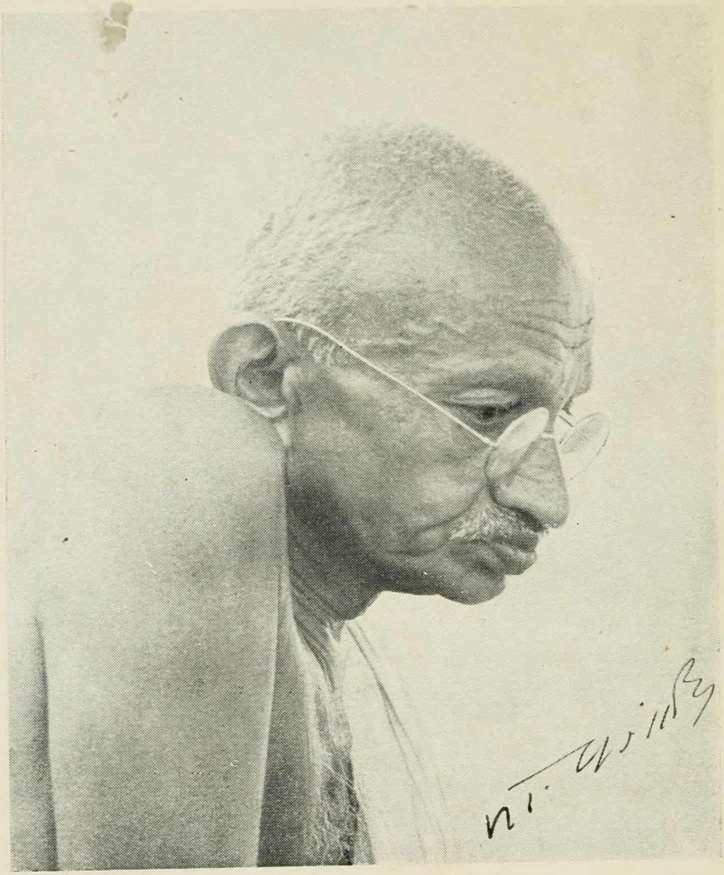


جذباتِ مذاق

از نتائجِ طبعِ وقّاد

کلیم طورِ معانی، خضرِ منازلِ شیوا بیانی، چمن پیرای حدیقۂ فصاحت، ناخدای زورقِ بلاغت

عالیجناب شوکت مآب خان بہادر مولوی شیخ احمد حسین صاحب مذاقؔ رئیس بدایون

ادام اللّٰہ اقبالھم وضاعف اجلالھم

باہتمام محمد رحمت اللہ رعد

در مطبع نامی کانپور حلیۂ طبع در برکشید

سنہ ۱۹۰۴ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اوّل ہے نور تیرا آخر ظہور تیرا
جلوہ قدیم سے ہے نزدیک و دور تیرا

اے احمدِ مکرّم تو فخرِ انس و جان ہے
قرآن مین مدح خوان ہی ربّ غفور تیرا

خالق کے بعد تجکو سب پر ہوئی بزرگی
تھا عقلِ کُل سے پہلے بدوِ شعور تیرا

کیونکر نہ دو جہان مین تیری ہی روشنی ہو
نورِ بسیط حق سے پیدا ہے نور تیرا

کون و مکان کی خلقت ہے تیری ہی بدولت
وجہ ظہورِ کُل ہے شاہا ظہور تیرا

کیون ہو مذاقِ عاصی خوفِ گنہ سے مضطر
ہاتھون مین ہوگا دامن روزِ نشور تیرا

ایکہ تراست زیب سر طرۂ افتخارہا
تاج شفاعتت سپہر بہرِ گناہگارہا

ذاتِ تو هادی سبل فخر و مطاع عقل کل
صدر محافلِ رسل افسرِ تاجدارها

از پئے نیک نا شده خاک درت دوا شده
مرهم زخمها شده بهرِ جگر فگارها

آنکه بدر گهت رسید شکل مرادِ خویش دید
غازهٔ مدّعا کشید روے امیدوارها

باش مذاق مستمند هیچ نباشدت گزند
شد ز حمایتش بلند گردنِ شرمسارها

زهی رسولِ محترم زهی نبی باصفا
زهی شهنشهِ امم زهی حبیبِ کبریا

بقربِ حق مقام تو شفاعت ست کام تو
محمدست نام تو خطاب تست مصطفا

خدای تو معین تو که دینِ اوست دین تو
شریعتِ مبین تو چراغِ بزمِ اهتدا

چو آسمان زمین تو چو خلد شه نشین تو
چو عقلِ کل امینِ تو رفیق تو چو مرتضا

مذاق چون بخواند این بمدح بادشاهِ دین
فلک بگفت آفرین ملک بگفت مرحبا

نفسِ نبی علی ولی ـ حجّت خدا
سیّد ـ شریف ـ حیدرِ کرار ـ مرتضا

فاروق ـ امیرِ نحل ـ زکی بیضة البلد
صدیق ـ بوتراب ـ ید الله ـ ایلیا

مقبول ـ برگزیده ـ امین پیشوای خلق
شاه نجف ـ امیرِ عرب ـ شیرِ کبریا

آبِ حیات ـ چشمهٔ احسان ـ سحابِ جود
ساقی حوض ـ بحرِ کرم ـ قلزمِ سخا

دانای راز - واقفِ علمِ خفی جلی
آئینۂ رسول نما - شرحِ انّما

رنگِ بہارِ گلشنِ دُنیا و آخرت
بوی گل حدیقۂ ایمان و اتقا

دُلدُل سوار - قاتلِ کفّارِ بد شعار
مشکل کشا - وصی نبی - تاجِ اصفیا

نورِ نجوم چرخ ولایت - فروغ دین
مہرِ مبینِ برُجِ امامت مہِ ہُدا

کشتی نوح - ہادی قوم - آیۂ الٰہ
ہارون جناب - مقصدِ اثبات لافتا

ہے ذات تیری بابِ علوم رسول پاک
تو ہے قسیم نارِ جنان شک نہین ذرا

تو ہے شفیعِ اُمّتِ عاصی بحکم ربّ
مولای مومنین ہے تری ذات باصفا

مومن ترا محب ہے - منافق ترا عدو
طوبیٰ لمن احبک بالصدق و الصفا

کافی ہے تیری مدح کو اللہ کا کلام
حجّت ہے تیرے فضل پہ قرآن مین ہل اتیٰ

کیونکر نہ تیرے لطف کا اُمیدوار ہون
تو شاہ کام بخش ہے تیرا ہون مین گدا

حاجت روا ہو تیری دُعا سے مذاق کی
صدقہ محمدؐ و حسنینؑ و بتولؑ کا

ساقی نے کیا ہی جامِ محبت پلا دیا
اپنے سوا زمانے کو دل سے بھلا دیا

کیا ذکر جان کا یہان قالب بھی دو نہین
پردہ دوئی کا عشق نے دلسے اُٹھا دیا

دستِ خیالِ یار کو پھر سوجھین شوخیان
پھر آج اُسنے دل کو مرے گدگدا دیا

پھر دل مین ہی تصورِ حسن و جمال یار — پھر اسنے آکے خانۂ ویران بسا دیا

قیمت نہ لونگا دل کی کسیطرح مین حضور — یہ درد دل بہت ہے مجھے آپکا دیا

مین نے دکھا کے شیخ کی تصویر اکدن — اُس شوخ کو ہنساتے ہنساتے رُلا دیا

کیا شکر بے نیاز ادا ہو سکے مذاق
خالق نے مجکو میری طلب سے سوا دیا

دُنیا مین دوستی کا عجب کارخانہ تھا — بعدِ فنا کھلا کہ کوئی آشنا نہ تھا

اے مرغ روح کس چمنستانکی ہے تلاش — کِس نخل آرزو پہ ترا آشیانہ تھا

گلزار مین تھے گل ہمہ تن گوش کسلیے — کیا لب پہ عندلیب کے تیرا فسانہ تھا

کیونکر مراقبے مین تجھے مین نہ دیکھتا — آنکھین تھین بند دل پہ تو پردہ پڑا نہ تھا

جسپر پڑی نگاہ وہ بیہوش ہو گیا — داروے بیخودی تھی ترا دیکھنا نہ تھا

آنکھین ہوئین جو بند تو سب کچھ نظر پڑا — جبتک کھُلی ہوئی تھین ذرا سوجھتا نہ تھا

پایا جو یار کو تو ہوئی بیخودی سے مجھے — اُسکا مِلا سُراغ تو میرا پتا نہ تھا

بعدِ وصال راز یہ مجھ پر کھُلا مذاق
معشوق میرا میرے سوا دوسرا نہ تھا

اعتبار اِس دل نادان کا بھلا کیا ٹھہرا — کبھی میرا کبھی اے جان تمہارا ٹھہرا

تپش دل نے اُسے کھینچ بلایا شبِ وصل
ایک دل تھا جو کیا نذر پھر اب مانگتے ہو
حشر کا ذکر سُنا سُنکے کہا جھوٹ ہے سب

دردِ بیمارِ محبت کا مسیحا ٹھہرا
دل نہ ٹھہرا کوئی قارون کا خزانا ٹھہرا
واہ کیا یہ بھی ترا وعدۂ فردا ٹھہرا

مثل سیّارہ پھرا دشت و بیاباں میں مذاقؔ
ایک ساعت نہ ترا عاشقِ شیدا ٹھہرا

نظرِ شیخ و برہمن میں ہے جلوا اُنکا
عزم اُنکا ہے کہ ہو عام کسی دن دربار
اُنکو پہچان کے بیہوش ہوے تھے موسیٰ
جانتا ہے کوئی لیلےٰ کوئی شیرین اُنکو
کلک وحدت سے کھچی خوب ہی تصویرِ جمال

کعبہ گھر اُنکا ہے مسکن ہے کلیسا اُنکا
فتنۂ حشر اُٹھائیگا ارادا اُنکا
عاشقوں سے بھی چھپا ہے کہیں لہجا اُنکا
ایدلِ زار قیامت کا ہے پردا اُنکا
اب تو بس ایک ہی نقشہ ہے ہمارا اُنکا

کبھی بیساختہ آتا ہے زبان پر جو مذاقؔ
اپنی قسمت کا گلا ہے نہیں شکوا اُنکا

یادِ گیسو نے اگر آشفتہ و برہم کیا
صورتِ مطلوب رہتی ہی ہمیشہ جلوہ گر
پوچھنا کیا۔ کیجیے تیغِ ستم کا وار آپ

ہمنے فوراً پڑھکے واللیل اپنے دلپر دم کیا
عشق نے دل کو مرے ہم وصفِ جامِ جم کیا
لیجیے ہمنے سرِ تسلیم اپنا خم کیا

ہوتے ہوتے ہوگئین فکرین عجز زائد اے مذاق
رفتہ رفتہ ہمنے اپنی شاعری کو کم کیا

نظر ملتے ہی عقدہ کھلگیا مضمون وحدت کا
خنک ہوتی ہین تمکو دیکھکر عشاق کی آنکھین

جمال یار گویا آئینہ تھا میری صورت کا
اثر اُلٹا ہے مہر رُوے روشن کی تمازت کا

مذاق ناتوان کو بے ہنر بے علم کہتے ہین
یہ مانا ہمنے لیکن ہے عجب بانکی طبیعت کا

لنڈھائینگے اب خم کے خم میکدے مین
غریب ایک ململ کا نازک دوپٹہ

گھٹا دیکھکر دل بڑھا میکشون کا
سنبھالے گا کیا زور دو سرکشون کا

مذاق اُسکو جنت مین حورین ملین گی
جو دُنیا مین دلدادہ ہے مہوشون کا

چمن مین آج وہ کون ایسا نونہال آیا
بس ایک بات بنائی تو آئی واعظ کو
دلِ شکستہ کی کیا خاک قدر ہو اُسکو
خزانہ دفن ہے شاید بہارِ ہستی کا

غزل سرا ہوئی بلبل گلون کو حال آیا
ہنر ہی آیا نہ اُسکو کوئی کمال آیا
نظر سے گر گیا جب آئنے مین بال آیا
کہ دانہ زیر زمین جو گیا نہال آیا

نہ آہِ سرد کا باعث مذاق سے پوچھو

ہے دل ہی تو نہین معلوم کیا خیال آیا

ہر تیر ترا تیرِ نظر ہو نہین سکتا
اور مجھ سا کوئی سینہ سپر ہو نہین سکتا

جانین نہ تجھے اہل دل ایسا نہین ممکن
دیکھین نہ تجھے اہل نظر ہو نہین سکتا

آنسو نکل آتی ہی ہین آنکھون سے مذاق آہ
کرتے ہین بہت ضبط مگر ہو نہین سکتا

عاشق کو شبِ ہجر قضا نے بھی نہ پوچھا
اُس بُت نے نہ پوچھا تو خدا نے بھی نہ پوچھا

اے خنجرِ ابرو یہ ستم یہ کج ادائی
تو نے مجھے دشمن کے بہانے بھی نہ پوچھا

سوکھی ہی رہین خارِ بیابان کی زبانین
پیاسون کو کسی آبلہ پانے بھی نہ پوچھا

دیدۂ دل سے تشخص کا جدا ہو جانا
بات کہنے کی نہین کیا سے ہو کیا ہو جانا

رنج کرتے ہین عبث موت پہ اہلِ دُنیا
کیا بُری بات ہے قیدی کا رہا ہو جانا

یہ تلون نہین اک طرزِ ادا ہے اُنکی
دم مین خوش ہونا گھڑی بھر مین خفا ہو جانا

واعظو نیتِ صافی سے پیو یان بھی شراب
کچھ تو عادی رہو جنّت مین جو جا ہو جانا

کسطرح عرض کرون حال دلِ زار اپنا
بات کا مُنہ سے نکلنا ہے گلا ہو جانا

موت آتی ہے اُنھین جنمین نہین جذبۂ عشق
عاشقون کی ہے قضا محوِ ادا ہو جانا

باتین آسان ہین آسان نہین باتونکی نباہ — وعدہ مشکل نہین مشکل ہے وفا ہوجانا

راز فطرت کو سمجھتے ہی نہین ہین نادان — ورنہ سو جان سے چاہین وہ فنا ہوجانا

ازلیّت ہی دلیلِ ابدیّت ہے مذاق

خلق ہونے ہی سے ثابت ہے فنا ہوجانا

کے رسد وستم سر بام ثنای بوتراب — از فلک بالاست قصر رتبہ ہای بوتراب

خوشتر ست از شاہِ شاہان خادمِ شیر خدا — بہتر است از قیصر و خاقان گدای بوتراب

غازۂ روی عقیدت گرد راہِ مرتضےٰ — سرمۂ چشمِ ارادت خاکپای بوتراب

عین عشق حق بود عشقِ جنابِ مصطفےٰ — عین حُبِّ مصطفےٰ باشد ولای بوتراب

چون نہ گشتی بار ور نخل ولایت ای مذاق

شد بآغوش نبی نشو و نمای بوتراب

دیکھ لی ہین ہمنے واعظ کی کراماتین بہت — سچ یہ ہے اُنکو بنانی آتی ہین باتین بہت

مین جو رویا ہنسکے وہ بیدادگر کہنے لگا — جائیے دیکھی ہین ہمنے ایسی برساتین بہت

ہاتھ مین تسبیح دل مین حورِ جنت کا خیال — اسطرح کی شیخ جی کو یاد ہین گھاتین بہت

مرا مطلع جو چمکا نیّرِ اوجِ بیان ہوکر — زمین شعر نے دکھلائی رفعت آسمان ہوکر

نشان تیرا ہر اک شے سے عیان ہے بے نشان ہوکر
تری قدرت کا طوطی بولتا ہی بے زبان ہوکر

نہ چھوڑا قافلے کا ساتھ مینے ناتوان ہوکر
پہونچتا ہی رہا منزل پہ گردِ کاروان ہوکر

ہوا کاہیدہ جسمِ زار ایسا ناتوان ہوکر
کہ اب کھلنے لگی خود لاغری بارِ گران ہوکر

چھپی رہتی ہے خوشبو جسطرح گلہاے گلشن مین
نہان ہو تم اِسی صورت سے میرے دل مین جان ہوکر

نہ ثابت کر سکے گردش زمین کی قول فیصل سے
ریاضی والے چکّر مین پڑے ہین آسمان ہوکر

کیا رازِ محبت آشکارا آہ بن بنکر
بڑا دھوکا دیا دردِ جگر نے رازدان ہوکر

وجودِ آسمان اور اُسکے فتنے سب خیالی ہین
تری حدِّ نظر ہی فتنہ گر ہے آسمان ہوکر

خدا محفوظ رکھے منزلِ ہجران کی آفت سے
تری فرقت کا ہفتہ طے ہوا ہی ہفت خوان ہوکر

تصوّر صاف ہو تو شان حق بُت مین نظر آئے
سُنائی دی صدا ناقوس کی بانگِ اذان ہوکر

مذاق اِس چُلبُلے دل سے ذرا ہشیار ہی رہنا
نکلنا تم اگر بھولے سے بھی کوئے بُتان ہوکر

زہی شانِ علی و پایۂ کرسیِ ایوانش
کہ از نامش ہویدا گشت قدرِ رفعتِ شانش

چہ انسان است آن فخرِ ملائک کز برای او
کند جبریل و میکائیل را خالق نگہبانش

بظاہر گرچہ دو ہستند قالب لیک در باطن
محمدؐ ہست جانِ مرتضا و مرتضی جانش

اگر خواہی رسیدن بر کنارِ چشمۂ کوثر
دلا در پنجۂ امید محکم گیر دامانش

مذاق اکنون ہمین باید کہ تو شام وسحر گوئی
سلام حق تعالےٰ بروی و برآل و یارانش

سرائے عالمِ فانی ہے آہ جائے فراق
بلند رہتی ہے ہر سمت سے صدائے فراق

پساہی کرتے ہین دل ہجر دوستان مین مذاق
پھراہی کرتی ہے دن رات آسیائے فراق

باغِ عالم مین فرح بخش ہوائین آئین
فصل گل آئی عنادل کی صدائین آئین

رنگ آیا گل گلشن مین پریزادون مین حسن
شوخیان آئین حسینون مین ادائین آئین

روح آئی تنِ خاکی مین دلون مین اُلفت
نور آنکھون مین کواکب مین ضیائین آئین

ہر عرض کے لیے جوہر کی ضرورت آئی
ہر مرض کے لیے صحت کی دوائین آئین

باعثِ آمدِ ہر شے ہے محمد کا ظہور
جنکی قرآن مین کثرت سے ثنائین آئین

حق نے بھیجا اُنھین دُنیا مین ہدایت کیلیے
تاکہ مخلوق کو قدرت کے سکھائین آئین

آئے غلمان شبِ میلاد تہنیت کو
حورین فردوس سے لینے کو بلائین آئین

پھیلی خوشبو گل طوبیٰ کی زمانے بھر مین
نغمۂ بلبل سدرہ کی صدائین آئین

کھِل گئے غنچۂ توحید خدائے واحد
تر و تازہ چمنِ دین کی ہوائین آئین

شور تکبیر سے ہر دشت و جبل گونج اُٹھے
اور ہر گھر سے اذانونکی صدائین آئین

جل گئین کھیتیان زند کی وہ پانی برسا
بڑھ گئین مے کی دکانین وہ گھٹائین آئین

نعت مین شعر پڑھے آپنے جسوقت **مذاق**
مرحبا کی لبِ رضوان سے صدائین آئین

نبی خورشیدِ تابان ہین علی ماہِ منور ہین
وہ سلطانِ نبوت ہین امامت کے یہ افسر ہین

نبی باصفا ہین شہر الہاماتِ ربانی
برادر انکے حیدر راُس مبارک شہر کے در ہین

فضیلت مصطفیٰ کی ہی علی کی فضل پر حجت
جو وہ موسیٰ سے افضل ہین تو یہ ہارون سے بہتر ہین

جب کبھی ضد کی ٹھان لیتے ہین
دل کا کیا ذکر جان لیتے ہین

گھر بنانے کو ہے زمین درکار
مول وہ آسمان لیتے ہین

آئیے ملیے تا کجا انکار
بات عاشق کی مان لیتے ہین

کر نہ صیاد بلبلون کو اسیر
کیا ترا بے زبان لیتے ہین

مجمع غیر مین بلا کے **مذاق**
وہ مرا امتحان لیتے ہین

مے کو واعظ طہور کہتے ہین
کچھ گھٹا ہے سرور کہتے ہین

ہے فرشتون کی بول چال نئی
میرے نالون کو صور کہتے ہین

ہم جو کہتے ہین جھوٹ ہی بالکل
سچ ہے جو کچھ حضور کہتے ہین
وعظ ناصح کا ہین سُنون توبہ
جسکو سب بے شعور کہتے ہین
زند کہتے ہین اُس حسین کو پری
پارسا اُسکو حور کہتے ہین
وصل ہے واقعی مزے کی چیز
مان لیجے حضور کہتے ہین

بخشدے اے خدا مذاق کے جرم
تجھکو ربِّ غفور کہتے ہین

جس ادا سے یہ بُت سنورتے ہین
بخدا بیقرار کرتے ہین
کبھی جاتے نہین صنم خانے
شیخصاحب بُتونسے ڈرتے ہین
جان دیتے ہین مال وزر پہ دنی
شرفا آبرو پہ مرتے ہین
موت عشاق کو نہین آتی
زندہ رہنے کو تم پہ مرتے ہین
شیخ کی اور ہماری حالت مین
فرق کب ہوشمند کرتے ہین
ق
ہم اگر ہین پری رخون پہ فدا
حور و نپر شیخ جی بھی مرتے ہین
شاعرون کی نہ پوچھیے لائف
روز جیتے ہین روز مرتے ہین
زندگی ہی سے موت آتی ہے
لوگ کیون زندگی پہ مرتے ہین

دیکھتے ہین جو واعظون کو مذاق

دُور ہی سے سلام کرتے ہین

تیرِ ستم ہین دل کے لیے جتنے پسند ہین — واعظ نہ چھیڑ ہمکو کہ ہم دردمند ہین
مطلق نشان لہو کا نہین جسمِ زار مین — ہان خون دل کی آنکھ مین قطرات چند ہین
سینے پہ تیرے جسنے نظر کی وہ بول اُٹھا — دو بحر نورِ حسن کے کوزو مین بند ہین
اشکو نکو میرے دیکھکے کہنے لگا وہ شوخ — ہمکو یہ جھوٹے موتی بھلا کب پسند ہین

تعریف تیری کیون نہ کرین اب اے مذاق
حق بین ہین حق شناس ہین اور حق پسند ہین

تیرے ہی جلوؤن کا ہر انداز سے دیوانہ ہون — باغ مین ہون عندلیب اور بزم مین پروانہ ہون
میکدے کو چھوڑ کر مین جاؤن مسجد کیطرف — حضرتِ واعظ کی باتو نمین کہین آیا نہ ہون
صوفی صافی ہون جب بیٹھون درونِ خانقاہ — رند بادہ کش ہون جب مین داخلِ میخانہ ہون
چاہتا ہون مین کہ دردِ دل کو آرام ہو — دلکی خواہش ہے کہ بس تڑپا کرون اچھا نہ ہون

گلشنِ وحدت مین مین ہی رنگِ گل ہون اے مذاق
مین ہی بلبل کی زبان پر نالۂ مستانہ ہون

واعظ عبث ہے بحث تری مے کے باب مین — پیری مین یہ حرام ہے جائز شباب مین
ہے محتسب کی بات بھلا کس حساب مین — اُسکا تو خود شمار ہے شیٔ عجاب مین

طالب تری رضا کے ہون کیون اضطراب مین
انکو نہین تمیز عذاب و ثواب مین

آمادہ سواریِ اسپِ فنا ہین سب
اک پاؤن ہے زمین پہ اک ہے رکاب مین

ہر شخص کو دکھاتی ہے جلوے فریب کے
دنیا ہے اک عجوز طلسمی نقاب مین

ہے چاندنی مین جلوۂ عارض کی روشنی
یا نورِ آفتاب شبِ ماہتاب مین

بیوجہ کی نہین ہے نمازِ سحر قضا
آئی تھی حور حضرتِ زاہد کے خواب مین

مجکو یہ دھن کہ لکھتا رہون خط پہ خط انھین
انکو یہ ضد کہ حرف نہ لکھین جواب مین

کون و مکان مین نور ہے کسکے ظہور کا
کسکی تجلیان ہین شہود و حجاب مین

نادیدہ لوگ ہوگئے دلدادۂ جمال
شوخی ہے کس ستم کی تمہاری حجاب مین

سمجھون مذاق خاک کو اپنے مین کیمیا
مدفن اگر ہو ناحیۂ بوتراب مین

رزم کی بزم مین حیدر سا کوئی میر نہین
ذوالفقار ایسی جہان مین کوئی شمشیر نہین

شام والونکی محبت مین ہین تاریک وہ دل
جس مین نورِ سحرِ الفتِ شبیر نہین

ہے ادا تیری ستمگر نہین کچھ تیرا قصور
ہے خطاوار مرا دل مری تقصیر نہین

رات کا خواب سنا سنکے بہت شرمائے
اور فرمایا کہ اس خواب کی تعبیر نہین

تیری خوشبو نہین کس پھول مین کس غنچے مین
ماہ مین مہر مین کس مین تری تنویر نہین

جسطرح شکل نہین اِسکی کہ حادث ہو قدیم
راز فطرت کے سمجھنے کی بھی تدبیر نہین

دونون ہین لازم وملزوم مگر قسمت سے
حسن کی قدر تو ہے عشق کی توقیر نہین

خانقاہون مین نہین چشم بصیرت والے
شاہد معنی کی تبخانون مین تصویر نہین

بعض مُلّا جو کسی مسئلے مین ہارتے ہین
کہتے ہین اسپہ تو اجماع جماہیر نہین

ہو عطا مجکو زمین تھوڑی نجف مین جو مذاق
اِس سے بہتر کوئی دارین مین جاگیر نہین

جناب واعظ کی جسقدر یہ تمام جادو بیانیان ہین
خرد کے نزدیک فی الحقیقت فضول قصے کہانیان ہین

صفات ہی سے ہوا ہی حاصل بشر کو عرفان ذات اُسکا
صفات کو غیر ذات کہنا حقیقۃً بدگمانیان ہین

تمام عالم کو اپنے جلوے دکھائیے یون تو بے تامل
کرے جو دیدار کی تمنا اُسی سے بس لن ترانیان ہین

مذاق جنگل کا رہنے والا غریب کیا جانے شعر کہنا
کلام سن لیتے ہین جو اُسکا یہ آپکی مہربانیان ہین

چھائی گھٹا ستم کی تمہارے کہان نہین
وہ کونسی زمین ہے جہان آسمان نہین

آنکھوں سے تم نہان ہو پہ دل سے نہان نہین
ظاہر مین تم کہین نہین لیکن کہان نہین

پیری مین دانت گر گئے لطفِ زبان نہین
یوسف کو کیا فروغ ہو جب کاروان نہین

باتون سے دل جلاتے ہو فریاد بھی سنو
آتش زبان ہو تم تو کوئی بے زبان نہین

للّٰلہ میری بات کا کچھ تو جواب دو
کچھ تو کہو زبان سے مری جان۔ ہان نہین

کیا قدر ہو **مذاق** تمہارے کلام کی
آتش نہین ہین غالبِ آتش بیان نہین

دل ہو مگر جو عشق بتان سے حزین نہو
ایسا ہے جیسے شکل ہو لیکن حسین نہو

کہتا ہی عشق حسن سے مین بے قصور ہون
آئے نہ دل کسی کا جو کوئی حسین نہو

رہتا ہے تمکو جسکا تصور جنابِ شیخ
مین جسپہ مبتلا ہون وہی نازنین نہو

پہلو مین دل نہو یہ ہی جوشِ جنونِ عشق
دیوانہ پن ہے جیب نہو آستین نہو

وعدہ کرو تو اسکو وفا بھی کرو **مذاق**
لازم ہے منہ سے نکلے جو ہان پھر نہین نہو

نکلے نہ منہ سے آہ جو سوزِ نہان نہو
جب آگ ہی لگی ہو تو کیونکر دھوان نہو

اے ضبط رازِ عشق کسی پر عیان نہو
ہو دل مین لاکھ درد لبون پر فغان نہو

کیسے وہ کان جو نہ لگے ہون تری طرف
کیا وہ زبان جسپہ تری داستان نہو

تیری شراب عشق ہو اور تو ہو سامنے
صہبای خلد و صحبتِ حورِ جنان نہو

کچھ سوزِ دل نہ شمع سے پروانے کہہ سکے
عاشقِ مزاج ہو کے کوئی بے زبان نہو

عالم ہو اور خالقِ عالم نہ ہو یہ خوب
ہو باغ اور اُسکا کوئی باغبان نہو

ہے شاعرونکا ذوقِ طبیعت عجب مذاق
مرتے ہین اُسپہ جسکے میان و دہان نہو

مارا کسی نے تیرِ تبسم حیا کے ساتھ
آئی قضا کسی کی کسی کی ادا کے ساتھ

واعظ بتون کا عشق ہے عہدِ شباب تک
پیری مین لو لگائینگے ہم بھی خدا کے ساتھ

دُنیا مین اعتبار کرین کیا کسی کا ہم
لوگونکے رُخ بدلتے ہین ابتو ہوا کے ساتھ

موت آگئی تو جاتی رہی غفلت ای مذاق
ہستی کے رازِ کھُل گئے راز فنا کے ساتھ

بیخبر ہے آہ وہ ابرو کمان اپنی جگہ
زخمیِ تیرِ نظر ہے نیمجان اپنی جگہ

بزم جاناں مین جو کرتا ہون قدم رکھنے کا قصد
رُعب کا دربان پکار اُٹھتا ہے ہان اپنی جگہ

ابرو و مژگان کا تیری ایک عالم ہے شکار
اُسپہ یہ طرّہ کہ ہین تیر و کمان اپنی جگہ

قطب کا درجہ ملا ہے ضعف کی سرکار سے
چھوڑ سکتا ہی نہین یہ ناتوان اپنی جگہ

کثرتِ افکار سے گو ہو نہ گنجائش مذاق

دل مین کر لیتی ہے یادِ دوستان اپنی جگہ

جو وید ہاے خدا مین کسیکے وا ہوتے
نظر مین اُسکی یہ بُت کیا بتاؤن کیا ہوتے

اگر نہ کرتے عبادت طمع مین حورونکی
جنابِ شیخ بھی اک مردِ باخدا ہوتے

ہی حسن و عشق کی دولت سے شان بلبل و گل
نہ قدر ہوتی جو بے برگ و بینوا ہوتے

مذاق جوشش نہوتا اگر جوانی کا
تو شیخ جی کی طرح ہم بھی پارسا ہوتے

آشنا شاہدِ معنی سے جو فطرت ہوگی
اپنی دوری سبب قربِ حقیقت ہوگی

جب تشخص سے بری چشمِ بصیرت ہوگی
ذرّے ذرّے سے عیان مہر کی صورت ہوگی

اُسنے دیدار کی ساعت جو مقرر کی ہے
میری دانست مین بے شبہ قیامت ہوگی

حضرتِ واعظ اگر تھوڑی سی پی لینگے شراب
فائدہ ایک طرف وعظ کی قوت ہوگی

ناصحا رہنے دے سرگشتہ و آوارہ مجھے
بس یہی بات کہ ہوگی مجھے ذلت ہوگی

ابھی سُننے دے ہمین نغمۂ دلکش واعظ
وعظ سن لینگے کسی روز جو فرصت ہوگی

چیز اچھی ہے عبادت بھی مگر رندون کو
آپکی عفو مین کچھ اور ہی لذت ہوگی

داستان بلبلِ شیدا کی نہین سُنتے ہین
وہ سمجھتے ہین کہ میری ہی حکایت ہوگی

دُور ہو جائیگی افسردگیِ طبعِ مذاق

فضلِ معبود سے جب آمدِ عشرت ہوگی

زمانہ کہہ رہا ہے روز و شب ہر ایک عاقل سے
کہ جو کرنا ہو کر لے وقت ہاتھ آتا ہے مشکل سے

غیور۔ انصاف والے دوستی کے سچے مستغنی
جو ملتے بھی ہین ایسے لوگ تو ملتے ہین مشکل سے

یہ روشن ہر آتدن دائم وہ شب بھر ہفتہ دو ہفتہ
ترے چہرے کی ہے تشبیہ ناقص ماہِ کامل سے

اثر جذبِ محبّت کا دلِ معشوق مین ہونا
بہت اچھی طرح ثابت ہی سوزِ شمعِ محفل سے

زبان سے چاہنے کو اہلِ ظاہر دوستی سمجھین
رہِ عشق و وفا مین دوستی مخصوص ہے دل سے

جو تم کہتے ہو بالکل ٹھیک ہے اے حضرتِ ناصح
مگر میری خطا بھی کچھ نہین مجبور ہون دل سے

تمہین پھر قدر ہو معلوم کچھ کچھ عشق و الفت کی
جو دم بھر کیلیے دلکو بدل لو تم مرے دل سے

مرے دلکی تڑپ اب اُنکو بھی بیچین کرتی ہی
بہت سچ ہی جو کہتے ہین کہ دلکو راہ ہی دل سے

تری اُلفت بنائیگی گلون کو بلبل شیدا
مشابہ ہو رہی ہی ہر کلی عشاق کے دل سے

بڑا ہی پُر دغا نکلا بہت ہی بیوفا نکلا
جُو تو نکلا آشنا نکلا خدا سمجھے مرے دل سے

تمہارے حسن کا جلوہ کوئی دیکھے مرے دل مین
تمہارے عشق کی لذّت کوئی پوچھے مرے دل سے

حیاتِ جاوداں ملجاتی ہی اُنکے شہیدونکو
شہادت لے لے جو چاہے زبانِ تیغِ قاتل سے

مذاقِ خوش بیان ہے بلبلِ باغِ سخنگوئی
سُنی یہ بات مینے آج گلشن مین عنادل سے

غمِ دوری نے ستا رکھا ہے — مجھے دیوانہ بنا رکھا ہے
یہ تو مانا کہ کلیسا ہین بُت — اور مسجد ہی مین کیا رکھا ہے
دلمین ہے آنکھ سے کرتا ہی حجاب — اِسکا نام اُسنے حیا رکھا ہے

شیفتہ اسمِ علی کا ہون مذاق
نام کیا نامِ خدا رکھا ہے

دلمین رُعبِ حُسن بھی ہی اور شوق دید بھی — بیم کا بھی سامنا ہے اور ہے امید بھی
اوّلاً تو وعظ ہی واعظ کا بے ڈھنگا سا ہی — اُسپہ حضرت ماننے کی کرتے ہین تاکید بھی
آئینے مین عکسِ رُخ دیکھا تو فرمانے لگے — شرک بھی بیجا نہین ہی ٹھیک ہے توحید بھی

دین و دُنیا کا نہین رکھتی ہی انسانکو مذاق
کیا بلا ہے کیسی آفت ہے نری تقلید بھی

جب قدم دشت مین مجھ آبلہ پا کے اُٹھے — دو قدم بھی نہ قدم بادِ صبا کے اُٹھے
آکے بیٹھے جو سرِ گور تو اترا دئے — رہگیا تھا جو نشان وہ بھی مٹا کے اُٹھے
پہلے انکار تھا چلتے ہوے اقرار کیا — مردہ کر کے مجھے بیٹھے تھے جِلا کے اُٹھے
چاہیے کوئی تو مونس شبِ تنہائی مین — درد دل سے جو اُٹھے غم کو بٹھا کے اُٹھے
واہ رے گرمیِ بازارِ حسینانِ جہان — جس جگہ بیٹھ گئے بھیڑ لگا کے اُٹھے

کرم حق سے ملے گوہرِ مقصود مذاقؔ
اُسکے آگے جو کبھی ہاتھ دُعا کے اُٹھے

ستمگر تجھے دلّگی سوجھتی ہے
کہ رونے پہ میرے ہنسی سوجھتی ہے

دکھاتا ہے نیرنگ دیر و حرم مین
جگت آشنا کو نئی سوجھتی ہے

نظر نیکو نکی رہتی ہے نیکیو نپر
بدون کو ہمیشہ بدی سوجھتی ہے

کیا مست صہباے وحدت نے جنکو
اُنھین پھر بھلا کب دوئی سوجھتی ہے

مئے عشق پینے کے مانع ہین زاہد
ہمیشہ اُنھین بےتکی سوجھتی ہے

شرابِ محبّت کا اک جام پی لو
تو پھر دیکھو کیا شیخ جی سوجھتی ہے

مِرا دل دکھاتے ہین ذکر عدو سے
مذاقؔ اُنکو جب دلّگی سوجھتی ہے

عاشق کو ترے جوشِ جنون پھر جو ہی کل سے
دل سینۂ سوزان مین نہین چین سے کل سے

واعظ جنھین سب کہتے ہین اَخّاہ یہی ہین
مجکو تو یہ حضرت نظر آتے ہین زٹل سے

بھولے سے مرے گھر مین کھڑے تک نہین ہوتے
غیرون کے یہان روز ہوا کرتے ہین جلسے

دارین کی بہبود زبانی نہین ہوتی
ہوتا ہے مذاقؔ اِسکا اثر طرزِ عمل سے

دیدہٴ دلکو حاصل جب سے بینائی ہوئی
میری طبع شوخ اپنی آپ شیدائی ہوئی

اُنکو مجھسے بے تکلف دیکھکر روزِ وصال
ایک گوشے مین حیا بیٹھی ہی شرمائی ہوئی

اعتباراتِ مجازی کے جو پردے اُٹھگئے
بزم عالم میرے حق مین کنج تنہائی ہوئی

اللہ اللہ رازِ ہستی کا بھی کیا میدان ہے
پھر رہی ہین ساری عقلین جسمین چکرائی ہوئی

یا الٰہی اسقدر ضد دلکے لینے پر تمہین
مفت کی گویا کوئی شے ہے پڑی پائی ہوئی

اپنی آنکھون کا اثر اے فتنہٴ دوران نپوچھ
آفتین جتنی ہین یہ سب کسکی ہین ڈھائی ہوئی

ضبط کرتا ہے تبسم کو وہ رشکِ گل مرا
یا پلٹ جاتی ہے غنچون تک صبا آئی ہوئی

واعظ و ناصح کی باتون مین نہ آیا اے مذاق
عمر بھر مین ایک ہی یہ مجھسے دانائی ہوئی

صاف جسدم چشم باطن کی نظر ہو جائیگی
صورتِ مطلوب دلمین جلوہ گر ہو جائیگی

وصل کا پھل تخم الفت بوکے پائینگے ضرور
شاخ نخلِ عشق کیونکر بے ثمر ہو جائیگی

کون میرا ساتھ دیگا تیرے رُعبِ حُسن سے
رُخ ترا ہوگا جدھر دُنیا اُدھر ہو جائیگی

نامہ و پیغام کا کیا کام حُسن و عشق مین
میری تمکو تمکو میری خود خبر ہو جائیگی

قصد خنجر باندھنے کا اِس نزاکت پر عبث
ہان مگر اتنا تو ہے ثابت کمر ہو جائیگی

سُنتے ہین حورین پلائینگی مے گلگونکی جام
عیش سے رندونکی جنّت مین بسر ہو جائیگی

آپ تیغِ قہر سے ڈرتے ہین کیون اتنا مذاق
رحمتِ حق آپکے حق مین سپر ہو جائیگی

غرورِ دولت پہ کر نہ منعم جو تجکو ہوشِ مآل بھی ہے
کہ اِس جہان مین کمال جسکو ہے اُسکو آخر زوال بھی ہے
ہین اُسمین سب وصفِ دلبری کے جمال بھی ہے جلال بھی ہے
بچائے دل اپنا کوئی کیونکر کسی بشر کی مجال بھی ہے
مذاق دیکھو ذرا سنبھل کر قدم کو رکھنا رہِ طلب مین
زمانہ رفتار جو سکھاتا ہے اِسمین کچھ اُسکی چال بھی ہے

زہے نصیب و خوشا بخت و حبذا تقدیر
کہ ہست امتِ شاہِ رسل مذاق حقیر
شہی کہ تابع فرمان اوزمین و زمان
شہی کہ جملہ شہان پیش وی گدا و فقیر
شہی کہ اسم شریفش محمدِ عربی ست
شہی کہ شد لقبِ پاک او بشیر و نذیر
شہی کہ نعمتِ جنت بدوستان بخشد
بدشمنان خودش در دہد عذابِ سعیر
شہی کہ خلق بشد بہرِ او تمام جہان
شہی کہ خلق نشد بہر او عدیل و نظیر
شہی کہ روزِ جزا تشنہ را کند سیراب
شہی کہ ساقی کوثر شود بحکم قدیر
چہ ساقی کہ بدورِ اخیر کرد عطا
برای نشۂ ایمان شرابِ خُمِ غدیر

زہی شراب کہ دارد خواص آب حیات
برای ہر مرض و درد و غم بود اکسیر

مدام مست بماند مذاق زان مے ناب
طفیل حضرتِ زہرا و شبر و شبیر

تخمیس

السّلام ای جانشینِ خسرو دنیا و دین
السّلام ای رونقِ اورنگ ختم المرسلین

السّلام ای نفس پیغمبر امیر المومنین
السّلام ای سایہ ات خورشید رب العالمین

آسمانِ عزّ و تمکین آفتابِ داد و دین

ای کہ خدّامِ حریمت پاک از حرص و ہوس
ہست ہر موج نسیمِ فیضِ تو عیسی نفس

مستغیثان را بحکمِ حق توئی فریاد رس
ای بغیر از مصطفےٰ نابودہ ہمتای تو کس

بستہ بر مہرِ تو ایزد مہر حور العین و بس

ایکہ از خالق نوید فتح خیبر یافتہ
ذو الفقار و دلدل و انگشت و افسر یافتہ

از پیمبر رتبۂ ساقی کوثر یافتہ
ای سپہرِ عظمت از فرِّ تو زیور یافتہ

آفتاب از سایۂ چترِ تو افسر یافتہ

شاہِ مردان مہر چرخِ دودمانِ مصطفےٰ
شیر یزدان قوتِ روح و روان مصطفےٰ

ذات پاکت بیگمان نام و نشانِ مصطفی
ای معظم کعبهٔ اصل از دهانِ مصطفی

قبلهٔ دُنیا و دین جانِ جهانِ مصطفی

عین امرِ حق رضایت یا امیرَ المومنین
جای احمد گشت جایت یا امیر المومنین

جان دو عالم فدایت یا امیرَ المومنین
ای ستوده مر خدایت یا امیر المومنین

خوانده نفسِ مصطفایت یا امیر المومنین

این مذاق ناتوان چون از غلامانِ شماست
با ادب امیدوارِ فضل و احسانِ شماست

حاجتِ عالم روا کردن شهاشانِ شماست
آنکه فرمانِ قضا موقوف فرمانِ شماست

دورِ دورانِ فلک دوری ز دورانِ شماست

روضهٔ پاکِ تو بر روی زمین دار السّلام
میشود انوارِ حق نازل بران هر صبح و شام

واقعی هست انچه گفته کاشیِ فرخنده نام
تا نجف شد آفتابِ دین و دولت را مقام

خاک او دارد شرف بر زمزم بیتِ الحرام

قطعہ تاریخ وفات جناب منشی امیر احمد صاحب امیر مینائی مرحوم لکھنوی

دماغ و قلب سے کیونکر مٹے خیال امیر
کہ شاعرون مین نہین کوئی بھی مثالِ امیر

جہان مین نام ہنرمند زندہ رہتا ہے
امیر اُٹھ گئے ۔ رہے شہرۂ کمالِ امیر

غریب ہو گیا اردو زبان کا سرمایہ
ملا جو خاک مین گنجینۂ جمالِ امیر

مذاق سانحہ گذرا جو ملک مین ایسا
تو قوم کو ہوئی حسرت سے فکر سالِ امیر

لکھا نصیب نے اردو کا سر قلم کر کے
ہوا دکن مین صدا افسوس انتقالِ امیر

سنہ ۱۳۱۸ھ

قطعہ تاریخ دیوان جناب راجہ مہیپال سنگھ صاحب بہادر تعلقدار رامپور کلاکانکر

راجۂ من وہ چہ انشا کرد دیوانِ سخن
میتوان گفت این چنین تصنیف راجانِ سخن

بہرِ سالِ طبع او ہاتف ندا کرد ای مذاق
ہست این دیوان حسن شمعِ ایوانِ سخن

سنہ ۱۹۰۴ء

ایضاً

عجیب شانِ کمال و ارند جملہ اشعار راجہ صاحب
بہار حسن است در معانی اگر بالفاظ رنگ عشق ست

مذاق در مصرعے بگفتم دو سال تاریخ طبع دیوان
شبیہ حسن است اطرز راجہ ۔ کلام راجہ خدنگ عشق ست

سنہ ۱۳۲۱ھ — سنہ ۱۹۰۴ء